جلد ۷ | یومی | دوشنبہ ۲۰ ذی الحجہ الحرام ۱۳۱۹ ہجری مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۰۲ عیسوی | نمبر ۱۱

مقدمۃ الجیش

مارجھک مارکے جھکنا پڑا

بوئروں کے سرگروہ بڑی دیر دن کی لے رہے تھے کہ ادھر کی دنیا ادھر ہو جائیگی مگر صلح کی درخواست ہرگز نہیں کرینگے فوج کی شکستہ حالی پر وہ ایسے شکستہ دل ہوئے ہیں کہ مجبوراً صلح کی درخواست خود ہی پیش کرنی پڑی۔ سکالبرگر، سٹیز، مسیر ونروٹ وغیرہ خاص صلح کی غرض سے پریٹوریا میں وارد ہوئے ہیں۔ لارڈ کچنر بہادر بڑے شوق سے انسے ملے اور بڑی پیار سے انکی آؤ بھگت کی۔ یہ تو معلوم نہیں کہ فیصلہ کیا ہوا اور کن شرائط پر ہوا مگر ہاں یہ ضرور معلوم ہوا کہ لارڈ کچنر نے انکے ساتھ بات چیت کی لندن والوں کو بھی اب یقین ہو گیا ہے کہ ضرور صلح ہو جاویگی جیسا کہ مشہور ہے کہ دونوں ماضروں نے تالی بجتی ہے ایسے ہی ... کر بغیر دونوں ... صلح بھی نہیں ہو سکتا۔ ادھر ...

حیات ولی

اس نام کی ایک کتاب دفتر عالیہ میں دفتر افضل الاخبار دہلی سے پہونچی ہے۔ اسکو دیکھتے ہی ما بدولت بہت پڑھ کر اٹھے بے انتہا طبیعت خوش ہوئی۔ اسمیں حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کی سوانحعمری بالتفصیل بیان کی گئی ہے۔ اور یہی نہیں کہ حضرت آپ ہی کے کمالات ظاہری و باطنی کا اظہار کیا گیا۔ بلکہ اس سلسلہ میں آپکے سلسلہ کے کل بزرگوں کے حالات بیان کر دئیے گئے ہیں۔ ملکی تاریخ کا حصہ اسمیں بھی کوئی ذکر قابل ذکر ادھورا نہیں رکھا گیا۔ تقریباً ۲۰۰ سال گذشتہ تک کے بزرگوں کے حالات درج کر دئیے گئے ہیں۔ اکثر معرکات جنگوں کا ذکر بھی بڑی خوبی کیساتھ کیا گیا ہے جسکی عبارت کی لطافت کی تعریف کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ جناب مولانا حافظ رحیم بخش صاحب دہلوی کی تصنیف ہے جو اس فن میں مشاق کہنہ (بقول بیچ پہنچنے کمال) ہیں۔ ہمیں ... بہت زیادہ کتابیں آپ کے قلم سے نکلی ہیں ... کتاب کی ...

جشن تاجپوشی کی فیاضی

شاہ انگلستان کی نسبت جیسا مشہور تھا کہ آپ بڑے فیاض و غریب پرور ہیں فی الحقیقت آپ ایسے ہی نکلے۔ حاتمانہ جود و سخا کے ثبوت دینے کا اب موقعہ آیا ہے ... کریم جشن تاجپوشی کو مبارک کرے اور ڈیوک کو غارت کرے دلی ارمان نکلنے کا موقعہ ہے۔ ... اور مسکینوں کے دل خوش کئے جائیں گے۔ چنانچہ آپ نے عزم ارادہ کر لیا ہے کہ لندن اور اسکے آس پاس کے تمام غربا و مساکین کو عام دعوت دیجاویگی۔ اس صرف کیلئے حاتم دوران شہنشاہ زمان نے ساڑھے ۴ لاکھ کی رقم جیب خاص سے دینے کا ارادہ کیا ہے جس سے بڑھ کر اور کیا اولالعزمی اور فیاضی کا ثبوت ہوگا۔ ہندوستان کے غریب کاشتکار بھی گورنمنٹ کی فیاضی سے فایدہ اٹھاویں گے ... [illegible]

صلح کی چھیڑ چھاڑ

کیون جناب۔ ہم کہتے تھے نا کہ ایک نہ ایک دن
کمبخت وحشی ڈچ ہاتھ جوڑے ہوئے جناب کی رعیت بن
رعایا پرور گورنمنٹ کی ڈیوڑھی پر ناک رگڑتے اور گڑگڑا
کر گرینگے۔ اور پھر اوس حالت مین وہ ہماری گورنمنٹ
ہر طرح کیل کانٹے سے لیس ہو [illegible] کون
سلطنت آنکھ اٹھا کے دیکھ سکے۔ ابی دور کیون
جایئے۔ روس جیسی روس ہی کو دیکھئے۔ باوا آدم کے
زمانے سے ہندوستان پر دانت لگائے ہوئے ہے مگر
وہ تو یہ کہو کہ ہماری گورنمنٹ ہر طرح خدا کے فضل سے
چاق چوبند ہے۔ روس منحوس کی جرأت نہ ہوئی کہ
اپنی حد سے ایک قدم بھی باہر نکالے۔ پھر جناب روس
جیسی عالیشان سلطنت کا جب یہ حیثیت ہے تو ان
بیچارے ڈچون کی کیا حیثیت ہے کہ کچھ اچھل کود
کریں۔ اور اتنے دنون تک جو انھون نے دھینگا
دھینگی کی تو اسکا یہ سبب تھا کہ ہماری سرکار نے
یہ خیال کیا کہ ابھی جوش ہے۔ ذرا ہاتھ پیر ہلا لینے دو۔
دل کی بھڑاس تو نکل جائے۔ پھر وہ خود بخود سیدھے
ہو جائینگے۔ اور دوسرے یہ کہ ہماری فوج کی بہادری کا
تو ہاں ہاں جاینگے چونکہ ہمین تو انکا جوش نکالنا
منظور تھا اسلئے کچھ ڈھیل دیگئی۔ اب کمبخت ڈچون کا
جوش جو حد سے تجاوز کرتے ہوئے ہماری بہادر
فوج نے دیکھا تو اسنے بھی ایک جھڑ جھڑی لی۔ اور ہاتھ
پاؤن قابو مین کر کے اونپر ایسی بلا کی بید رمان ہو
ٹوٹ پڑی کہ انہیں چین بلا ہی کر چھوڑا۔ چنانچہ ہو کر
صلح کمیشن پر شوریا مین داخل ہو گئی اور صلح کے متعلق
کچھ سرگوشیان ہو رہی ہین۔ ولایت مین تو جناب اسی
صلح کی خوشی مین سرکاری کاغذات کے نرخ مین ایک نمبر کا
ڈھچلا بڑھا دیا گیا۔ پارلیمنٹ امید کرتے ہین کہ اب صلح ہو جائیگی
[illegible]

لارڈ کچنر کی ہوس

لارڈ کچنر بہادر کا منشا آجتک سمجھ مین نہین آتا
خدا معلوم وہ وہان دوسری دنیا بنا کر آئینگے
یا دین سے بیٹھے بیٹھے تمام دنیا کو فتح کر کے
آئینگے۔ آخر انکا ارادہ کیا ہے جو خواہ مخواہ
بھی فوج پر فوج طلب کئے جاتے ہین اس سے۔ اس سے
بچھ سے۔ تجھ سے۔ یہان سے۔ وہان سے۔ غرض
جہان سے بنے فوج کی خواہش ہے۔ لارڈ کچنر کو
تو فوج چاہیئے۔ اگر ابھی گورنمنٹ بھیجدے تو واہ
واہ۔ اچھا اگر یہ نا کافی کر کے اور دوسرا کوئی
بھیجدے تو بھی واہ واہ۔ اور مزا یہ ہے کہ ادہر
دشمنون کی تعداد مین وہ اضافہ نہین کرتے اور
ادہر اپنی فوج کے اضافہ کی برابر فرمایش کئے جاتے
ہین۔ ایسی حالت مین ہمکو تعجب ہوتا ہے۔ ہم یہ تو نہین
چاہتے کہ لارڈ کچنر کے پاس فوج نہ بھیجی جائے
نہین بھیجی جائے بلکہ فرمایش سے ہمیشہ ۲ بڑھتی
ہی بھیجی جائین۔ اگر فوجی تعداد مین کچھ کمی واقع
ہو تو تمام اخبار چیون کو بھیجا جائے۔ ہم خوش
ہمارا خدا خوش۔ لیکن اس طریقہ کو تو ہم کبھی پسند
نہین کر سکتے کہ ادھر لارڈ کچنر بہادر نے فرمایش
ٹھونک دی اور ادھر بے پوچھے گچھے۔ بغیر حساب
کتاب سمجھے فوج ڈھکیل دیگئی۔ فوج بھی کٹنے
مرنے کے لئے ہے اور خزانہ کا روپیہ بھی مٹنے
اور صرف ہونیکے لئے۔ لیکن وقت وقت سے
ہو تو اوسکا معقول نتیجہ نکل سکتا ہے اور اوس
وقت کے نقصان پر افسوس نہین ہوتا۔ لارڈ کچنر
بہادر کی دھن ہے جو لگ گئی وہ لگ گئی گھوڑون
کی دھن لگی تو ایسی لگی کہ ہر مہینے مین بارہ تیرہ ہزار
اچھے موٹے تازے پہنچتے رہے۔ جب یہی ادھر کی
سیری ہوئی آدمی ہی کہتے رہے لاؤ لاؤ جلدی لاؤ

بھیجو بھیجو جلدی بھیجو

گورنمنٹ نے جب ہار کے گھوڑون کی روانگی سے
ہاتھ روکا تو آپ نہون نے اوس سے زیادہ پاؤن
پھیلائے۔ پہلے تو حیوان مانگ رہے تھے اب
انسان مانگ رہے ہین۔ ایک فرمایش تو ادھر
ٹھونک دی جسکی تعمیل گورنمنٹ نے اپنے اوپر فرض
سمجھ لی ہے۔ اور دوسری فرمایش کنایتہ نیوزیلینڈ
کی طرف ڈھکیل دی۔ وہ صاف لفظون مین تو
نہین ہے کہ جسسے لارڈ کچنر کی تنگ ظرفی۔ یا
گورنمنٹ برطانیہ کی ہتک ہو۔ ہماری بہر کم
فقرون مین ہے۔ اور واسطے ہے کہ خاص اپنی
خواہش یا سخت ضرورت ثابت نہ ہو۔ چنانچہ
آپنے گورنمنٹ نیوزیلینڈ کے پاس ایک تار بھیجا ہے
جسکا مضمون یہ ہے کہ آپکی فوج نے یہان خوب جلب
بہرت دکھائی۔ پیشتر سے جل جل کر خوب دشمن
پر ہاتھ صاف کئے۔ ہر موقع پر اسنے انگریزی فوج کا
ساتھ دیا۔ اور میرے اشارے پر کام دیتی رہی ہے
گورنمنٹ نیوزیلینڈ کی اس وفاداری اور مہربانی
کا شکریہ ادا کرتا ہون اور اسکا بھی اظہار کئے
بغیر نہین رہ سکتا کہ اگر نیوزیلینڈ اور اپنی فوج
میدان جنگ مین بھیجدے تو اس سے زیادہ
مجھے کسی بات سے خوشی نہین ہو سکتی۔

لارڈ کچنر کے حسن طلب کا قرین ہے ہلکے طریقہ
سے تو فرمایش نہین کی۔ مگر یہی ہے کہ امداد کی خواہش
خواہ کسی طریقہ سے ہو۔ لارڈ کچنر بہادر کی اگر یہی
خواہش ہے کہ ڈچون کو برباد کر کے انکی جگہ فوج
لا بسا دیجائے تو اپنی گورنمنٹ کے پاس کیا فوج کی کمی ہے
اب تک یہ جسقدر بھیج چکی ہے اوسیقدر اور
بھیج سکتی ہے۔ لارڈ کچنر ادھر ادھر بھٹک کر
کیون ہماری گورنمنٹ کی بات ہلکی کرتے ہین۔

سزائے بید جسٹ تازیانہ ہے

ضرب بید کی سزا بظاہر تو بہت ذرا سی سمجھی گئی ہے مگر سوچا جائے تو یہ بہت بڑی سزا ہے۔ اگر کوئی حاکم بدنیت اور جابر ہو تو اوسکو اس بے پناہ سزا سے خوب فائدہ حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ اسکی اپیل بھی نہیں جٹ سے وہی پٹ وال کا مضمون ہو جاتا ہے۔ اور ہر حاکم صاحب کے منہ سے نکلا اور اوہر تڑا تڑ اور پڑنے لگے۔ یہ تو ہم سُنا ہی کرتے تھے کہ اندھے کی داد نہ فریاد اندھا مار بیٹھیگا مگر یہ ابھی معلوم ہوا کہ فوجداری حکام کی نسبت بھی یہ کہہ سکتے ہیں مجسٹریٹ کی داد نہ فریاد مجسٹریٹ مار بیٹھیگا۔ اور اگر کسی کچلے کا یہ ارادہ بھی ہو کہ عدالت عالیہ میں داد بلا مچائے تو ہوتا ہی کیا ہے یہ مثل مشہور ہے کہ مار پیچھے سوار ہوا ہی کرتی ہے۔ اور سکے ہوتے ہوتے بھی پٹتے اسکا مرتبہ ہو جائے۔ کچومر نکل جائے۔ اور اصل تو یہ ہے کہ جب گورنمنٹ نے ہی اس سزا کا اپیل نہیں رکھا تو پھر کسکی ہمت ہو سکتی ہے کہ مجسٹریٹ سے عدالت بازی کرتا پھرے۔ اگر اسمیں ناکامی ہوئی تو پھر اسکے جوتے ہیں اور مجسٹریٹ صاحب بہادر کی سزائے تازیانہ۔ ایک ایک انگل چمڑی اوڑ جائے تو بھی کچھ پرواہ نہیں۔ گورنمنٹ کو چاہئے کہ اسکا اپیل اسطرح سے جاری کرے کہ اگر وہ سزا غلط نکلے تو اوسیقدر بید مجسٹریٹ صاحب کی تواضع کرنے جائیں۔ اگر اسطرف گورنمنٹ نے توجہ کی تو بڑا نسبہ ہو جائیگا جیسا میگر کے ڈپٹی مجسٹریٹ کی بیگار کے اخبارات شکایات لکھ رہے ہیں کہ وہ بے تعلق اندھو دہند ہیں جسپر ذرا بھی بگڑتے فوراً تازیانے اوسکے لگوا دئے اور کوئی مہینہ میں جسپر وہ ایسے بگڑنے والی اس جہد آکر تو بس لالا ہوگی۔

خوب چھوٹی واللہ خوب چھوٹی

لارڈ میتھون کی نسبت جو گذشتہ اخبار میں یہ خبر دی تھی کہ انکی ٹانگ میں گولی لگ گئی اور وہ ناحق دشمنوں کے اونگڑ میں پھنس گئے ہیں۔ اس سے تمام گورنمنٹی خیرخواہوں کے دلپر سخت چوٹ لگی تھی۔ کیونکہ لارڈ موصوف بڑے بہادر ہیں اور اونہوں نے سیکڑوں جنگوں میں فتح حاصل کی ہے۔ ڈی ویٹ کو انہوں نے ناک چنے چبوا دئیے تھے۔ انکی گرفتاری کی نسبت یہی خیال تھا کہ نامعقول فوج ایسے بڑی معقول اسامی کو پھانس لگئے ہیں اسکا رتبہ جنرل کرونجی سے ہرگز کم نہیں ہے۔ وہ انکو ہرگز نہیں چھوڑینگے مگر جنرل ڈیلیری کی اولوالعزمی اور عالیحوصلگی کو آفرین ہے کہ اوسنے لوگوں کا خیال غلط کر دیا۔ فوج نے مجلسیں کر کے جنرل ڈیلیری کی مخالفت تو بہت کی کہ یہ بڑھیا اسامی اور بقول ہالیان بمبئی اچھا انگ ہے۔ اسکو ہرگز نہ چھوڑا جائے اسکے بدلے معقول معاوضہ ملیگا۔ خواہ رقم لو یا کسی افسر کو چھوڑا لو۔ لیکن ڈیلیری نے ہمت مردانہ سے کام لیا۔ اور تمام فوج کو ناراض کر کے لارڈ میتھون کو صاف چھوڑ دیا۔ اوسنے فوج کو یہ جواب دیا کہ ہمنے سیکڑوں شکار مارے اور اپنی اولوالعزمی ثابت کرنیکے لئے چھوڑ چھوڑ دئیے۔ لیکن انمیں کوئی ایسی بڑھیا اسامی کبھی نہیں شریک تھی۔ معمولی سپاہی ہوتا کیا پکڑنا کیا چھوڑ دینا چھوڑنا تو ایسے ہی کا ہے کہ زمانہ واہ واہ کرے غرض یہ ہے کہ یہ جنرل ڈیلیری کی فیاضی سمجھو یا اپنے لارڈ کی خوشقسمتی۔ وہ چھوٹ گئی اور صاف چھوٹ گئی۔ معہ ناک کان سلامت آگئے یہ کیا تھوڑی بات ہے۔

پٹھان کا پوت کبھی ولی کبھی بھوت

واللہ وہ جو مثل مشہور ہے پٹھان کا پوت کبھی ولی کبھی بھوت صحیح ہے اور بہت صحیح۔ غضب خدا کا۔ سرحدی دوستوں کے خبرگیری نے بہی چال کی ہے کہ بڑے بڑے مدبروں کی عقل چکرا جائے اور سر سمجھ میں نہ آئے۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ پڑتے بال کی کھال کھینچنے والے جو ذرا فکر کی تو تمام بھید کھل کھوٹ گیا۔ اور معلوم ہو گیا کہ چند ملاّ میں فقیروں نے جو چند ہفتہ سے سپر لیا ہے آخر کیا سبب کیا وجہ۔ اگر مہمان آئے ہیں تو صاحب دو چار روز رات اونکی اوبھر جلتی پھرتے نظر آئے۔ آنکو قیام سے کیا غرض۔ مگر صاحب وہ تو جب سر آتے ہیں وہی مثل ہو رہی ہے کہ زمین جنبد نہ جنبد گل محمد آخر کار سوچتے سوچتے یہ بات سمجھ میں آئی۔ کہ ضرور اسمیں کچھ نہ کچھ بھید ہے کہ کار سعدی بغیر مطلب نیست۔ اور ہم جو ذرا کا نجہ کو دماغ پر زور دیا تو جھٹ یہ نتیجہ نکل آیا کہ ہماری سرکار دولتمدار نے جرمانہ کا پچر پھونک کر جو کچھ اوگلوایا ہے اب وہ اسطریق سے تلافی مافات کرنا چاہتے ہیں۔ ای صنعت کمبخت کا یومیہ خرچ ۸۰ من غلہ ہے۔ اب بہلا فرماتے ۸۰ من کا خرچ کچھ کم ہے۔ چار ہی پانچ مہینے میں تہ کیا تھوا نکل جائیں تو تعجب نہیں۔ واللہ آفت کے پرکالے ہیں جو کام کرتے ہیں فائدے سے خالی نہیں۔ مخالفت کی تھی تو لوٹ مار سے دوزخ بھرتے تھے۔ اب موافقت کی تو مار آستین بنے ہوئے مزے اوڑا رہے ہیں۔ غرض جیت بھی اپنی پٹ بھی اپنی۔ انکی ہر طرح پو بارہ ہیں خیر جی خدا خدا کر کے کسی طرح ٹلے تو ہم تو سمجھتے تھے کہ یہ ایسا مزا چھوڑ کر یہاں سے کیوں جانے لگے تھے گو کہ

مذہبی رنگ رنگ لائیگا

امیر حبیب اللہ خان بہادر والی کابل نے جو پالیسی اختیار کر رکھی ہے اوس سے انگریزی اخبارات بچے چوکنا ہو رہے ہین۔ اور واقعی ہے یہی بات کہ جس قوم پر مذہبی رنگ چڑھ جاتا ہے وہ بلا کی شجاع اور غضب کی دلیر ہو جاتی ہے۔ نہ آگا دیکھے نہ پیچھا نہ اپنا بیگانہ۔ جس سے مقابلہ کی ٹھہر جاتی ہے بلا کی طرح اوسپر ٹوٹ پڑتی ہے اور پھر مذہب بھی مسلمانون کا مذہب۔ جل جلالہ۔ جس کا اصول یہ ہو مرے تو شہید مارے تو غازی یعنی چت بھی اپنی اور پٹ بھی اپنی۔ اس سے زیادہ دل بڑھانیوالا اور پاؤن پیچھے نہ ہٹنے دینے والا اور کونسا اصول ہوگا۔ اسیوجہ سے انگریزی اخبارات لکھتے ہین کہ مذہبی احکام کو ملک گیری اور جہانبانی کے احکام سے بڑے بقول حضرت مولانا روم سے ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دون۔ این خیال است و محال است و جنون انگریزی اخبارات موجودہ یورپین گورنمنٹون کی پالیسی کے قائل ہین کہ اونہین خدا سے کوئی مطلب ہی نہین۔ ایمانداری۔ راستبازی انکے نزدیک کوئی چیز نہین جب کوئی کمزور اونکے ہتھے مین پھنسگیا فوراً تیز تلوار گردن پر رکھکے گردن دبوچ لی۔ امیر حبیب اللہ خان والاشان نے انکے خلاف پالیسی اختیار کی ہے۔ وہ خود بھی فرماںبردار شریعت بنا چاہتے ہین اور اپنی کل مسلمان رعایا کو پابند اسلام بنانا چاہتے ہین۔ بالخصوص جنگی آدمیون کی زیادہ نگرانی ہے۔ حال ہی مین اونہون نے ایک حکم شائع کیا ہے کہ جو نماز نہ پڑھیگا اوسپر فی قضا دس روپیہ جرمانہ ہوگا اور اگر دس مرتبہ وہ جرمانہ بھگت کر پھر بھی قضا کریگا تو بس اوسکی قضا آجائیگی۔ امیر ہو یا غریب الدنیٰ ہو یا اعلیٰ۔ مارے کوڑون کے

چمڑی اوڑادیجائیگی

ہر مسجد کے امام کو ایک ایک رجسٹر اسغرض سے دیدیا گیا ہے کہ اوس مسجد کے محلہ کا جو شخص بخوف قضا نماز کے لیے مسجد مین نہ حاضر ہو۔ اوسکا نام لکھ لیا جائے۔ ہر ہفتہ امیر صاحب خود ان رجسٹرون کا معائنہ فرمایا کرینگے۔ فوجی افسرون کیلئے اسسے بھی زیادہ سخت انتظام کردیا گیا ہے۔ بازارون مین چھوٹے چھوٹے صندوق رکھوا دیئے گئے ہین۔ اور اعلان دیدیا گیا ہے کہ جس شخص کو کسی افسر کی نسبت معلوم ہو کہ یہ خلاف شرع کام کرتا ہے فوراً اسکی رپورٹ صندوق مین ڈالدے۔ اگر وہ کسی وجہ سے اپنا نام ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھے تو ہمکو اوسکے نام کی بھی کوئی پرواہ نہین۔ ذاتی تحقیق سے ہم معلوم کرلینگے۔ کہ رپورٹ سچی ہے۔ یا جھوٹی۔ علاوہ کابل کی رعایا کو دیندار بنانے کے کافرستان کی رعایا کی طرف بھی امیر صاحب نے توجہ کی ہے۔ ایک گروہ علما کا معہ فوج انکے وہان بھیجا ہے۔ تاکہ وعظ و پند کے ذریعہ سے اونکو راہ راست پر لائین اور ساد ہنی جاہلانہ بیدینی کی رسمین سب چھڑوادین۔ اور اگر وہ کہیہ نہین چیز کرین تو پھر فوج سے کام لین۔ غرض جسطرح ہو اونکو سیدھا کردین۔

امیر صاحب کی پالیسی بظاہر تو جہانبانی کے خلاف ہے۔ لیکن اصل مین دیکھا جائے تو جہانگیری کا اصول یہی ہے۔ اس ترکیب سے تمام رعایا فوج بنجائیگی۔ کیونکہ ہر شخص مین جہاد کا مادہ پیدا ہو جائیگا۔ امیر اسلام کا جہان پسینہ گریگا وہان اپنا خون گرانیکو بچہ بچہ مستعد ہو جائیگا۔ افغانی حکومت خلفاء اسلام کی حکومت کا نمونہ

ملاّ ہدی کا دربار

امیر حبیب اللہ خان سے نے جو شاگردوالا سعادتمندی کا ثبوت دینے کے لیئے ملاجی کی عزت افزائی کی تو اونکو چار چاند لگ گئے۔ آسمان پر دماغ پہنچ گیا۔ امیر صاحب نے جشن فرزندی کی شرکت کے لیئے ملا صاحب کو طلب کیا۔ انہوں نے کہدیا کہ مین دی مین شہر پہنچکر مین گھر سے قدم نہین نکالونگا۔ مین نے جو مسجد بنوائی ہے اسمین دربار کابل کرونگا۔ یہ دربار بھی کابلی دربار کی شاخ ہوگا۔

ملا جی بھی ہین بڑے سیدھے۔ اونہون نے اپنے آپ کو امیر ثانی بنانے کی تجویز کا نتیجہ ہے کابل کے دربار مین امیر صاحب تخت نشینی کا تاج سر پر رکھین اور مسجد کے دربار مین ملاجی جہاد کی گدی کا پگڑ سر پر رکھین۔ اونہون نے عام طور پر اعلان دیدیا ہے اور خاص طور پر اپنے تمام مریدون کو دعوت دی ہے کہ اس دربار مین ضرور شریک ہون۔ اسمین جہاد کے فضائل بیان ہونگے اور اسکے طریقے بھی سمجھائے جائینگے کہ طوفان میں کا کونسا طریق اختیار کیا جائے۔ امیر مرحوم کی کتاب ترغیب الجہاد کا مطلب اور منشا عام طور پر ظاہر کردیا جائیگا۔

دربار کے لیئے ۱۰ مارچ مقرر تھی۔ یقیناً کل دونون جگہہ دربار بڑی دھوم دھام اور شان و شوکت کے ساتھ ہوا ہوگا۔ امیر صاحب نے اپنا تزک و احتشام اور ملک گیری کا جوش دکھایا ہوگا۔ اور ملاجی نے بے واقوفی کے موعظے سے جہاد کے لیئے دانت کچکچاتے ہونگے خوب چھینٹے دے دے کر افغانیون کو گرمایا ہوگا۔ یقین ہے کہ ملا صاحب اب اپنے دل کا بخار ضرور نکالینگے۔

ابھی اور ضرورت ہے

ٹرانسوال کا معاملہ کچھ سمجھ میں ہی نہیں آتا۔ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ اور آئندہ کیا ہونے والا ہے۔ لارڈ کچنر کیا کر رہے ہیں۔ اور آئندہ وہ کیا کرینگے۔ بوئروں کی تعداد تو وہ کل ۱۲۔۱۳ ہزار ہی بتلاتے ہیں۔ اور انگریزی فوج وہاں ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ موجود ہے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ مدد کیوں مانگی جا رہی ہے۔ گھوڑے مانگتے مانگتے لارڈ کچنر بہادر نے تو آدمیوں کی فرمایش شروع کر دی۔ ہماری گورنمنٹ عالی حوصلہ ہے۔ اپنے جاہ و جلال کے زور میں یہ بھی نہیں پوچھتی کہ اتنی فوج جو بھیجی گئی تھی وہ بھی کیا لنگڑے لولے گھوڑوں کی طرح آخر کی بھرتی تھی۔ اوسکا حساب تو سمجھاؤ کہ کس مد میں اوسکو کھپا دیا۔ کس طرح لشکر سے زندہ درگور کر دیا۔ کن کون سے فوج افسروں کی بھینٹ چڑھا دیا۔ غرض ہماری بہادر گورنمنٹ ذرا بھی کسی بات کی پروا نہیں کرتی۔ اوسنے تو یہ کہہ دیا ہے کہ مانگے جاؤ کہاں تک مانگتے ہو۔ لارڈ کچنر کا کیا بگڑتا ہے۔ فوج کافی موجود ہونے پر بھی وہ فرمایش دھڑ گھسیٹے ہیں۔ چنانچہ حال میں وہ پھر طلب کر بیٹھے ہیں۔ گورنمنٹ عالیہ جنگ ٹرانسوال کے خاتمہ کے لئے ایسی مستعد اور چست و چالاک ہے کہ ادھر لارڈ کچنر کے منہ سے فرمایش نکلی اودھر اوسنے بہت سی کمک دیا۔ کہو یہاں کیا دیر ہے۔

چنانچہ ۱۱ ہزار فوج بستہ اور تیار کر لی ہے۔ وہ آلڈرشاٹ میں پڑی ہوئی ہے شروع اپریل میں یہ بھی جنوبی افریقہ کی طرف دھکیل دیجائیگی۔

جب نکلتی ہیں صاف نکلتی ہیں

معلوم نہیں کہ بوئر افسر کسی عمل کے عامل ہیں یا وہ جادوگر ہیں یا اون کے لئے کسی فقیر کی دعا ہے یا وہ اسفندیار کی طرح روئین تن ہیں۔ غرض کوئی نہ کوئی بھید ضرور ہے کہ اون کے بدن پر گولی کا اثر تک نہیں ہوتا۔ ورنہ ہماری بہادر فوج تاک کر نشانہ مارے اور گولی خطا کر جائے۔ توبہ توبہ۔ وہ تو فن میں ایسی مشاق ہے کہ اگر کسیکا نشانہ خطا کرے تو اوسکی اصل میں خطا سمجھتی ہے۔ پھر بھلا کیسے ہو سکتا ہے کہ اپنے جانی دشمن پر وہ فیر کرے اور گولی کہیں کی کہیں جا پڑے۔ جنرل ڈیوٹ اور جنرل سٹین کی مردانگیوں سے کون واقف نہیں۔ اور بالخصوص جنرل ڈیوٹ کی ذات سے کہ اوسنے ہر طرح ہماری بہادر فوج کو تنگ کر رکھا ہے۔ ایک تو یوں کہ موقعہ بے موقعہ دھاوا کرکے الگ اڑ جاتا ہے اور دوسرے یوں کہ اگر کسی موقعہ پر پھنس بھی جاتا ہے تو کسی نہ کسی حیلے بہانہ سے ایسا صاف نکل جاتا ہے جیسے صابون میں سے تار۔ ہماری بہادر فوج کی ساری محنت اور ہمارے سپہ سالار صاحبان کی تمام ترکیبیں خاک میں مل جاتی ہیں۔ پہلے کئی بار ایسا ہو چکا ہے کہ جنرل ڈیوٹ کو ہماری بہادر فوج نے تین روز تک اس خیال سے اپنے گھیرے میں رکھا کہ بھوک پیاس سے بے دم ہو کر ہار جھک مارکے اطاعت قبول کریگا۔ مگر وہ کمزور ہو کر بھی نکل نکل گیا۔ حال میں پھر خبر ملی ہے کہ جنرل ڈیوٹ و جنرل سٹین دونوں ساتھ تھے۔ ہم سپاہی بھی ہمراہ تھے۔ سپلیمن کی مدد کو [illegible] وہ صاف نکل گئی باوجودیکہ فوجی چوکیوں کا سلسلہ [illegible] گھیرے [illegible] کے وہ خاص [illegible]

قسم کھانیکو بھی گولی نہ لگی

کوئی دائیں کوئی بائیں کوئی آگے کوئی پیچھے کوئی اوپر ہو کے ہوگئی کوئی ٹانگوں میں سے نکل گئی۔ غرض وہ سب کے سب بالکل صاف نکل گئے۔ ہماری بہادر فوج پچتاتے کہاں۔ اگر کسیکے جسم پر ایک گولی بھی لگ جاتی تو خیر صبر آ جاتا یہی سمجھ لیتے کہ گولی بارود کا صرف تو وصول ہوگیا اب رہی نشانہ بازی کی محنت۔ وہ پھر کبھی وصول ہو جائیگی۔ خیر گذرہ۔ افسر کی نسبت تو خیر یہ بھی عذر ہو سکتا ہو کہ وہ بھی مسلح تھے اور اونکے گھوڑوں کا ساز و سامان بھی ہر طرح درست تھا۔ مگر کمانڈنٹ منٹز کی نسبت جو خبر آئی ہے وہ تو بہت ہی حیرتناک اور عبرت خیز ہے۔ چنانچہ اوسکی نسبت یہ مشہور ہوگیا ہے کہ یہ کئی ہفتہ تک انگریزی چوکیوں کے سلسلہ توڑتا پھرتا رہا۔ اوسکے پاس ساز و سامان بھی کچھ نہ رہا تھا۔ نہ اوسکے ہمراہیوں کے پاس۔ سب کی نسبت یہ بات صحیح ہے کہ انہوں کے جسم پر پھٹے ہوئے کپڑے تھے اور ایسے بے سر و سامان تھے کہ گھوڑوں کا ساز و سامان بھی نہ تھا۔ یہاں تک کہ لگام بھی صحیح سالم نہ تھی۔ اگر یہ مصلحت اور درماندگی کیمواقف تو اوسکو بھی لازم تھا کہ ہماری بہادر فوج کی اطاعت چپکے سے قبول کر لیتا مگر ڈچ ایسے بھلے مانس اور تعلیم یافتہ کہاں ہیں جو مصلحت وقت کے خیال سے بنیوں کی پالیسی اختیار کرکے جھٹ پٹ سر جھکا دیں۔ وہ تو مرتے مرتے بھی اپنی لڑنے کی کوشش سے باز نہیں آتے۔

چنانچہ کمانڈنٹ منٹز معہ اپنے ہمراہیوں کے بے لگام اور بے زین کے گھوڑوں پر بیٹھے ہوئے صاف نکل جاتا۔ اس بیہودگی سے بے تحاشا گھوڑے دوڑتے [illegible]

معرکہ آرائی

اجلاس حضور شہنشاہ بمبئی پنچ بہادر

نمبر ۲

افسوس صد افسوس کہ ہم ایسین بزرگوار کے نام لیوا ہون اور چپ چاپ کانون مین تیل ڈالے بیٹھے رہین۔ کسقدر شرم اور غیرت کی بات ہو لہذا ابوقت ذوالاقبال نے خاص اسلئے حضور سے آپ لوگون کو حضور مین طلب فرمایا ہے کہ بہبودی اور ترقی قوم کی کوئی تجویز سوچی جائے۔ اسواسطے اتفاق کل سلطانان بندہ ہمیشہ ساعی رہ کر ترقی و عروج مین کوشان ہین

پیر کاریکہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد

حضرت پنچ یہ مسئلہ پیش کر کے خاموش ہو گئے۔ اور ایکی خاموشی کیساتھ مجلس بھر مین ایک سناٹا چھا گیا۔ کچھ دیر کے بعد دہلی پنچ جو کہ پہلو بہ پہلو قریب والی کرسی پر رونق افروز تھے اٹھے اور یون فرمانے لگے :۔

دہلی پنچ :۔ اعلیحضرت ظل اللہ کا ارشاد بجا فرمایا بہت بجا فرمایا۔ ہمین شبہ نہین کہ اسلام جو کسی زمانہ مین زینہ ترقی پر چڑھا ہوا تھا خلق ہمدردی کے عمدہ عمدہ لباس سے آراستہ دکھلائی دیتا تھا۔ آج وہی اسلام حضیض نامرادی و ضلالت کی دلدل مین پھنسا ہوا تنبہ سست و پا ہو رہا ہے۔ خیر ملک نامرانہ نجری گرگون سے بغور نظر کیجیئے۔ اور مدعیان اسلام کی طرف نظر ڈالیئے سرا مین خصوصًا حضرات علماء کو دیکھیے۔ اکبر امین تو وہ فرعونیت گھس پڑی ہے دنیا ڈبالمد۔ ہر شخص یکہ تاز خود اپنے آپ کو

کی شراب مین مست ہو کر کوئی کسیکو وہابی اور غیر مقلد بنا رہا ہے۔ کوئی کسیکو شیعہ و رافضی مین گھسیڑ رہا ہے۔ کوئی کسی کو بدعتی و مشرک کے کریہ لفظون سے یاد کر رہا ہے۔ کوئی ناحق بھی اختلاف فروعات مین افراط کر رہا ہے اور کوئی خواہ مخواہ ہی کسی بات پر اتنا جھگڑا کر رہا ہو غرض عجیب سی اسلام کشمکش مین ہے الحاد و کفر کے دکھائے کدھر کی چوٹ بچائے کدھر کی چوٹ کا جواب فرمائیے اسلام اس حالت مین کیا ترقی کر سکتا ہے اور قوم کیسے عروج پکڑ سکتی ہے میرے نزدیک تاوقتیکہ اہل اسلام عقائد مین حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کے عقائد کے قدم بقدم نہ چلین گے ممکن ہی نہین کہ یہ اختلاف کسیطرح رفع ہو اور اسلام کی وہ اگلی صورت نظر آئے سو آب از حرکت غبار گیرد صافی شود اور قرار گیرد۔

اب رہی ترقی قوم۔ ترقی قوم بھی باسیوقت متصور ہو سکتی ہے کہ خیر خواہان قوم اہالیان ملک کو صنعت حرفت و تجارت کی طرف متوجہ کرین۔ کیونکہ یہی وہ چیزین ہین جو ترقی اور بہبودی کی صورتین دکھلا سکتی ہین۔

ابھی ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا ہے کہ حضرات میمن جو ہمارے کسی زمانہ مین بہت ہی مفلوک الحال اور غریب الوطن تھے اب خدا کے فضل سے بمبئی کلکتہ رنگون۔ مدرس۔ مدراس کراچی۔ عدن وغیرہ وغیرہ مشہور ملکون مین فارغ البالی نظر آتے ہین کیون اور کسکی بدولت۔ اسی تجارت کے سبب۔ اللہم زد فزد۔

اسقدر تقریر کر کے حضرت دہلی پنچ صاحب بیٹھ گئے۔ اور جناب لاہور پنچ صاحب کھڑے ہو گئے۔

باہمی تحقیقات کے تسلیم کرنے مین کچھ تامل ہے مگر تاہم مین یہ ضرور کہون گا کہ اس فتنہ و فساد کے زمانہ مین اس قسم کی تقریرین اور تحریرین ضرور ضعف اسلام کا سبب ہونگی۔ اسلئے ہر فرد بشر کو انسے احتراز ضروری فلاح ہی ہے۔

اس پرآشوب زمانے مین ہمدردی اور قومی اخوت اور باہمی اتفاق نہایت ضروری ہے جسکی نسبت حضور سرور عالم نے فرمایا ہے۔ **الانسان کالبنیان یشد بعضہ بعضا** جسکا ترجمہ حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے قدمت ہمدردی کے ساتھ ان شعرون مین کیسی خوبی سے ادا کیا ہے

بنی آدم اعضائے یکدیگر اند ٭ کہ در آفرینش ز یک جوہر اند ٭ چو عضوے بدرد آورد روزگار دگر عضوہا را نماند قرار ٭

غرض ہر فرد بشر پر لازم ہی نہین بلکہ واجب ہے کہ باہم شیر و شکر ہو کر اسلام کی تقویت مین کوشش کرین۔ اور جہانتک ممکن ہو اسلام کی تائید مین جانے دمے قدمے سخنے ضرور سرگرم رہین۔ اور ساتھ ہی ترقی قوم (جو عروج اسلام کا اعلیٰ ذریعہ ہے) مین بھی سعی کیجائے۔

بالفعل میرے نزدیک ترقی قوم کے متعلق حضرت دہلی پنچ کے مشورہ کی تعمیل بہت ہی مناسب ہے مجھے خیال پڑتا ہے کہ حضور پنچ بہادر کے کسی پرچہ مین جناب ابوالمحمد محمد یوسف صاحب (یا بجانے لفظون مین مولانا ففتہ) نے مسز صبیات کی کسی تعلیمیافتہ عورت کی تعلیم صنعت و حرفت کی نظیر پیش کی تھی۔ ہمین یہ دیکھکر از حد خوشی ہوئی کہ خدا کا ہزار شکر قوم مین ابھی ایسے بھی مائی کے لال پڑے ہین جو صنعت و حرفت کی ترقی مین کوششین کرتے رہتے ہین۔ اہل ... جناب

اسکی طرف مائل کرنا اپنا ایک فرض منصبی سمجھنا چاہیے۔ اب جناب لاہور پنچ صاحب بیٹھ گئے اور جناب اودھ پنچ صاحب تقریر کرنے لگے۔
(باقی آیندہ)

[illegible]

از مستی چشم تو چہ تقریر توان کرد
این خواب تو آبیست کہ تعبیر توان کرد

بقلم وہی حضرت مولانا بس سمجھ جائیے۔

زمانہ کلجگ کا اثر

جناب پنچ بہادر صاحب۔ خدا آپ کو جورو اور بال بچوں سے محفوظ رکھے ایسی دعا سے آپ چونکیں گے تو سہی کہ زمانہ کی بڑی بوڑھیاں تو یہ دعائیں دیتی ہیں — بچہ تیرے سر سہرا بندھے چاند سی بہو نصیب ہو۔ بیٹا بیٹی کا باپ بنے اور یہ دعا اس کے بالکل برعکس ہے بمقتضائے حق یہ ہے کہ چونکہ زمانہ کلجگ ہے اسمیں نہ جورو کا اعتبار نہ اولاد کا بھروسہ۔ انسان جس کو اپنی جان سمجھتا ہے وہی اوس کی جان کا دشمن ہو جاتا ہے چنانچہ حال میں ایک واقعہ ہوا ہے جس سے بخوبی اس زمانہ کی خوبی ثابت ہوتی ہے دھاروار کے علاقہ میں سوا مہینہ ہوا کہ ایک ایسا حادثہ عبرت انگیز اور واقعہ حیرت خیز گذرا کہ جس کے سننے سے ناظرین کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے ماجرا یہ ہے کہ موضع بگلور میں ایک خون ہو گیا تھا چونکہ قریہ مذکورہ ضلع دھاروار کے ماتحت ہے لہذا اسکا مقدمہ دھاروار کے کورٹ میں دائر ہوا۔ خونی جو عدالت میں حاضر کیا گیا تھا اوس کا حضرت صاحب نام تھا۔ اصل میں خون کے مرتکب نہ تھے تو اس کے بیٹے۔ گو زلی کے رشتہ دار سے

اور بہو نے بھی یہی اظہار دیا کہ حضرت نے خون کیا۔ گو کہ بڈھے نے بہت کچھ روپیٹ کر اپنی بیگناہی ظاہر کی مگر نوجوان بہو بیٹے کی شہادت ایسی سب تھی کہ بڈھے کو زندہ چھوڑتی۔ غرض اوپر اوپر سے بیچ سے اور سے ہر طرف سے ان دونوں نوجوان نے ایسا گھیرا کہ بیچارہ بڈھا جرم قتل کے ثبوت کے شکنجہ میں بیچ سے درمیان کے اندر ہی پھنس گیا۔ اور بعد سننے مقدمہ قاتل فرضی حضرت صاحب کو عدالت کی جانب سے یہ مژدہ سنا دیا گیا کہ تمہارے بہو اور بیٹے اور فلان فلان کی گواہیوں سے تمہاری قربانی روا کر دیگئی ہے۔ پھر تو بیچارہ بڈھے کی رہی سہی کمر ہمت ٹوٹ گئی خون کا نام سنتے ہی اوسکا خون خشک ہو گیا آخر کو واویلا کرکے اوس نے صرف اتنا کہدیا کہ۔ خدا جانتا ہے میں بالکل بیگناہ ہوں مگر اب ان بدمعاش بچوں کی جھوٹی گواہی سے مجھ بڈھے کو حکم قصاص سناتے ہیں۔ خیر مگر میں اپنے سچے خدا سے قوی امید رکھتا ہوں کہ مجھ سے پیشتر ہی میرے قصاص میں یہ دونوں پھانسی پائے جا رہینگے۔ خدا کی شان ہے کہ یہ بڈھا تو اور جیل میں مزے سے کہاں تیار ہا۔ اور بہو اور وہ دونوں نوجوان اپنی رہائی کی خوشی مناتے گھر پہونچے ہی تھے کہ۔ حکم مرافعہ عالیہ حضرت قضا و قدر سے جناب شجیع الملک شجاعت جنگ جلادت جاہ میرزا طاعون خان بہادر و بہادر کے نام اون کے لئے پروانہ توقیع اجل مسمی و دینہ مرگ ناگہان پڑا۔ بس پھر کیا تھا خان موصوف ان دونوں پر لپکے اور جھپٹے کہ دونوں کے دونوں کی فوراً سے پیشتر ہی دبا لی۔ یا تو وہ اپنی رہائی کی خوشیاں منا رہے تھے یا ہر دو ہو کے

قاتل فرضی کی بھی قریب الختم ہو ہی چکی تھی تاریخ اجراے قصاص پہونچ ہی گئی۔ حضرت صاحب موصوف گو کہ ایک مرد نا علم تھا مگر اوسیا، البتہ ساتھ نہایت خوش عقیدہ تھا۔ اوس بستی میں ایک بہت بڑے بزرگ ولی کامل اہل جذب و کشف و صاحب دل جن کا اسم نامی حضرت شاہ قادری قدس اللہ اسرارہم سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور اس کے باپ نے اسکا نام بھی انہی حضرت کا نام مبارک تھا۔ اور اس کو بھی اوس ولی پاک سے ایسی عقیدت تھی کہ جب تک جاروب کشی اوس در اقدس کی نہ کر لیتا نہ کھاتا۔ الغرض تاریخ مقررہ یعنی ۱۳ مارچ بروز پنجشنبہ جب اس آفت ناگہانی کے پہنچنے پر یہ پھانسی کے مقام تک لیگئے۔ گو کہ یہ اپنی بیگناہی کا بار بار اظہار کر رہا تھا۔ مگر بموجب حکم سرکار عدالت شعار پس پشت اوس کے دونوں ہاتھ جکڑ کر اوس کے گلے میں گلوگیر پھانسی ڈال دیگئی۔ اور ٹوپ چڑھا کے تختہ پر چڑھا دیا گیا۔ اور جب سب طرح سے انتظام و اہتمام قصاص کر لیا گیا تو جناب ڈاکٹر اور جیلر اور ڈپٹی کلکٹر کی اجازت سے اوسی کے روبرو تختہ کھینچ لیا گیا۔ و بجائے اس کے کہ قاتل ہی میں لٹک جاتا ایک کرشمہ غیبی ظاہر ہوا کہ پھانسی کی گرہ جیسی کی تیسی پاک و صاف گلے میں سے نکل گئی۔ اور سر اوس قاتل فرضی کا مانند نصف گردن شمشیر بیچ سے ایک قلم صاف قلم ہو گیا۔ اور سیدھا ہاتھ پیروں سے کہلا تھا بحالت سجدہ گرا اور سر پاؤں میں آرہا۔ اور تماشا یہ کہ خون وہیں تک ٹپکا۔ جب یہ امر حیرت افزا دیکھا گیا تو سب بیٹھنے والوں کے ہوش فاختہ ہو گئے۔ اور سب اچھوں کے دل دہل گئے جناب ڈاکٹر بیچارے

کہ ہم بلند ہوئی۔ بلکہ دست خود اوس مقتول جنا کے سر کو اوس کے تن کے ساتھ سے کر مسلمانوں کے حوالے کرکے کہا۔ کہ تم اپنے مذہب کے بموجب اوس کی تجہیز و تکفین کرو۔

لکھتے ہیں کہ غیر تیرہی اس مقتول جنا نے جیل خانہ میں بعضوں کے روبرو پھانسی کے وقت جسم سے سر کے جدا ہو جانے کا ذکر کیا تھا۔

آپکا خیر خواہ محمد عثمان عفی عنہ ساکن محلہ لین بازار مقام دھارواڑ

دیسی رئیسون کی حالت

حضور رانجناب کی ہمت سے صادق الاخبار سے اڑ ہی سکتے ہیں۔ ارباسح کا پرچہ اخبار جاری نظر سے گذرا۔ ایک نامہ نگار ریاست [illegible] کی نسبت لکھتا ہے کہ اس ریاست میں بھی ملازمان کی تخفیف ہونے لگی جب سے والی ملک عزیز بدنام ہوگئے ملازموں کی از حد گلو تراشی کی جا رہی ہے اس سے پہلے صادق الاخبار ریواڑی میں ایک مضمون اپنی قلم سے ایڈیٹر نے دیسی رئیسون کے تعلیم اور فن سپہ گری اور زراعت کیطرف توجہ دلائی ہے۔ مہربانی نے ہیں اگر مہاراجہ یا نواب اس مضمون پر عمل کریں تو آئے دن کے مصیبتوں اور بدنامیوں سے بچ سکتے ہیں۔ اگر نامہ نگار مہربانی کا یہ بیان ٹھیک ہے جو خبر ہم اخبار میں دیکھتے ہیں تو ہماری رائے میں وہان کے والی ملک کو چاہیے کہ ایسی باتوں گریز کریں ایسا نہ ہو کہ موجودہ راجہ صاحب مرحوم راجہ کیطرح بدنام ہو جائیں جس وقت ریاست کے نازک حالات اخبار میں درج ہو نہیں

لگتی ہے اور پھر گورنمنٹ تک ایسی خبروں کا پہونچنا کوئی مشکل امر نہیں۔ اس سے ہم کو بھی بضرورت پیدا ہوئی کہ ایک مضمون دیسی ریاستوں کے نسبت لکھکر اپنے فرض منصبی سے سبکدوش ہو جائیں ہم اس وقت ایک پہاڑی ریاست کی نظیر پیش کرتے ہیں جو سرمور ناہن کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ریاست راجہ فتح پرکاش کے پرکاش کے وقتوں میں بالکل وحشی ریاست تھی بلکہ وہاں کا ہر ایک آدمی جانگلو سے کچھ کم نہ تھا مہاراجہ شمشیر پرکاش مرحوم چودہ برس کے سن میں تخت نشین ہوئے تھے اور انہوں نے ریاست کا کام ایسی طور پر کیا جو بڑے قوی الجثہ اور بیدار مغز انسان سے بھی دشوار تھا مہاراجہ مرحوم نے کچھ دنوں سیاحی بھی کی تھی جس سے لندن کا ذاتی تجربہ پیدا ہوا تھا آپ نے ہر ایک محکمہ جدا جدا قائم کیا اور ہر محکمہ کے لئے لائق افسر فراہم کئے تجارتی کارخانوں کی اشاعت میں بھی اس درجہ ترقی کی کہ ہندوستان اور پنجاب میں آجتک وہان کی چیزیں بنی ہوئی استعمال ہوتی ہیں جیسے کہ لوہے کی چرخی گنے بیلنے کی۔ غرض اور بہت سے چیزیں کارخانہ میں بنتی ہوتی ہیں۔ شہر میں طرح طرح کے مکانات اور سڑکوں وغیرہ پر خوشنما روشنیاں موجود ہیں۔ شہر کے چاروں طرف جگہ کی سڑکیں نکالی گئی ہیں جن کے اوپر دونوں وقت صفائی رہتی ہے ہر گلی کوچہ میں پتھر کا فرش لگا ہوا ہے اس سبب سے پہلے شاہی مکانات کے نیچے مویشیوں کے غول کے غول بیٹھتے تھے آج اوسی جگہ پر پولو اور گھوڑ کے چوگان کا میدان ہے۔ ریاست کی آمدنی پہلے تین چار حصہ بڑھ گئی ہے۔ جہان وحشی جن کو

میز کرسی لگا کر بیٹھتے ہیں۔ تعلیم وغیرہ کی بھی اس درجہ ترقی کرائی کہ ہر مذہب کا آدمی کورٹ پتلون ڈاٹ کر نکلتا ہے۔ اور دور ہی سے گڈمارننگ کا آوازہ کستا ہے۔ غرض مہاراجہ مذکور نے اپنی ریاست میں ہر ایک کام کی ترقی کرا انتہا درجہ پہ چھوڑ گئے ہیں اس لئے ہم ہر ایک والئی ملک کو اس طرف توجہ دلاتے ہیں کہ کیوں ایسے وسائل پیدا نہیں کرتے ہیں۔ جن سے آمدنی بڑھے اور ملک رعایا کو فائدہ پہونچے۔ خدا معلوم آجکل کے رئیسوں کو یہ کیا سوجھی ہے کہ جہاں اختیارات حاصل ہوئے اور حکومت کی باگ ہاتھ میں آئی اور خود اپنے والد بزرگوار کے انتظام کو کمی کیطرف انتخاب کرڈالتے ہیں اور تخفیف کے نئے نئے فائدہ سوچنے لگتے ہیں۔ چنانچہ موجودہ راجہ صاحب نے اب ہی کہا اس وقت اگر پنجاب کی ریاستوں کا انتظام ہے تو کچھ پٹیالہ کی ریاست کا ہے کیونکہ وہان کا والی ملک ابھی کم سن ہے اور انتظام ریاست کونسل کے ممبروں اور یورپین بہادروں کے ہاتھ میں ہے۔ کونسل کے تینوں ممبر نیک نیت اور انصاف پسند منصف مزاج آدمی ہیں اگر وہ چاہتے تو اپنے دشمنوں سے بدلا لیتے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑتے کیونکہ تینوں ممبروں کی سکونت پٹیالہ ہی کی ہے اسوجہ سے ہم ریاست پٹیالہ کے انتظام کو اچھا کہہ سکتے ہیں۔ اب ہم ایک والئی ملک کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اپنے ملک کے بہبودی اور ریاست کی ترقی پر ہر وقت نظر رکھیں اور عیش و عشرت کو دخل نہ دیں۔ جو لوگ رات دن آرام میں پڑے رہنے میں بسر کرتے ہیں آخر اس آرام کی کوئی حد بھی ہے اور استراحت کا کوئی نتیجہ بھی نکلیگا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ استراحت کرتے [illegible]

اعضا میں اس کے لقوہ پیدا کر دی اور وہ ضعیفوں
کی طرح ویسلیم و ہالا ہو کر رہ جائیں آن کر جا بجے
کہ ہر دفعہ چستی و چالاکی سے کام میں اور اپنے
ملک میں تعلیم و فن سپہ گری اور شہسواری کارنمایاں
میں سعی و کوشش کریں اپنے اوپر کرا اختیار
ہے۔ شعر

ہماری جان کو ہر روز آفت
مصیبت کھائے جاتی ہے کسیکی

ہو سکے اک قطرۂ ناچیز پہ نخوت پہ غرور
دل میں کچھ اپنے حقیقت کو تو انسان سمجھے

شیخ زین الدین آفندی از مقام بڑودہ

صرف ایک حاملہ عورت

مولانا پنچ بہادر یہ تو معلوم ہو گئی کہ اب
منحوس سال گذر رہا ہوگا جس میں اللہ میاں کے
بندے دن عید اور رات شبرات منا کر لعلین بجا
بجا کر سکھ کی نیند سوتے ہیں مگر خبر تھا اس نئے
دور کے نئے سال نے تو تخت پر قدم رکھتے
ہی اپنی نحوست کا سکہ لوگوں کے دلوں پر جما کر
ہم جیسے آزاد منشوں کو غم رنج میں ڈال کر
چونکا کر دیا ہے جس سے خواہ مخواہ کہ ہی دل
میں طرح طرح کے وسواس پیدا ہوتے ہیں کہ
خدا خیر کرے ابھی تو تیور ہے

ابتدائے سال ہو رہا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

کیونکہ جدہر دیکھئے آفات ارضی سماوی کا شور۔
جدہر ملاحظہ کیجئے خانہ جنگیوں کا زور۔ جدہر آنکھ
اوٹھا کر دیکھئے ایک تماشا نظر آرہا ہے۔ کہیں
زمین شق ہو کر خان صاحب سمیت سب کے سب
ہو گئے۔ کہیں پر بھائی کو بھائی نے عدم آباد
پہونچا دیا۔ کہیں پر لوگ شہادت کیلئے آئے
اور خود ہی شہادت میں داخل ہو گئے۔ غرضکہ
اسیطرح ایک نہ ایک نئی واردات اس نئے
سال کے شروع میں سنائی پڑتی ہے۔
چنانچہ ابھی ابھی حال ہی کا ذکر ہے کہ پچھلے
پچھلے ہفتہ میں جامنی اور چلکھاند کے درمیان
ریلوے بیگم نے انجن کی توند سے توند ملا دیا
اوس میں سیکڑوں زخمی ہوئے بہتیرے خدا
گنج کے اسٹیشن عدم آباد پر پہونچ گئے
ابھی یہ مقدمہ زیر تجویز ہی تھا کہ ہمیں خانم کو پھر
جوش آگیا چنانچہ ۱۸ مارچ کی شب کو بڑودا
سے کنبڈوہ کیطرف پاسنجر ٹرین بھگایا جاتا تھا
کے اسٹیشن پر آگیا۔ یہاں پر انجن نے سیٹی نہیں
دی کیونکہ شاید سگنل گرا ہوا ہوگا۔ یا انجن والوں
کی غلطی سے سیٹی نہیں دیگئی۔ اب گاڑی اسٹیشن
کے بالکل قریب آگئی۔ جس لین پر یہ گاڑی تھی
اوسی لین پر ایک مالگاڑی کھڑی تھی۔ جب گاڑی
اور نزدیک آگئی تو ڈرائیور نے دیکھا کہ لین صاف
نہیں ہے۔ اور اسٹیشن والوں نے بھی بہت
کچھ شور و غل مچایا اور سرخ لال بتی جھنڈی دکھلائی
وہاں انجن اپنے نصیب میں چلا ہی آیا کیونکہ انجن ادہ
ایک میل سے گاڑی روکتا ہوا اوسوقت گاڑی
اسٹیشن پر آکر کھڑی ہوتی ہے پر سگنل کے اندر
گاڑی آجاوے تو کسطرح تھا میں تھے۔ جب انجن
والوں نے دیکھا کہ گاڑی نہیں رکتی تو سب کے
سب خدا حافظ کہکر کود پڑے۔ افوہ یہ کودنا تھا
کہ انجن مالگاڑی کے انجن سے آکر مل گیا اور بجلی
کی کڑک سے بھی زیادہ آواز پیدا ہوئی جتنے
مسافر گاڑی میں سوار تھے سب کے سب سہمہ
گئے یا تھیں اور کسی جل کر جلالی ترکاری لقمہ
چونکنے لگے۔ کسی کا سر ٹوٹا کسی کا پاؤں ٹوٹا
کسی کی ناک ٹوٹی کسی کی گردن پھوٹی غرضکہ جو
جس طرح بیٹھا تھا اوسکا اوسیطرح جوں بہت
پہاٹ کر چلنا جیب ہو گیا۔ اور انجن انجن سے
اسطرح لڑتا تھا جیسے شکاری پینڈے آپس
میں لڑتے ہیں۔ آخر لڑتے لڑتے انجن کا
توند پھٹ گیا اور پاسنجر کا انجن مالگاڑی کے
انجن پر سوار ہو گیا۔ جب انجن کا زور پیٹ جانے
سے کم ہوا تو گاڑی رک گئی۔ اور مسافروں میں
جان آگئی۔ کوئی ہائے باپ کا نعرہ مارتا ہے
کوئی مرگیا کا شور بلند کرتا ہے غرضکہ اپنے اپنے
درد میں ہر شخص مبتلا ہو گیا۔ اب جانچ پڑتال
شروع ہوئی کہ کتنے لوگ ریلوے بیگم کی نذر ہوگئے
اور کتنے باقی ہیں۔ بعد جانچ پڑتال اور دیکھ بھال
کے معلوم ہوا کہ کچھ نقصان نہیں ہوا۔ جب ریلوے
خانم کی کرپا ہے صرف ایک حاملہ عورت جو درد زہ
زادا و جہانے ہوئے بیچ پر بیٹھی تھی مگر کہ بار کر درد سے
بیچ پر تو صدمہ سے بل گرگئی ہے اوس سے البتہ زیادہ
چوٹ آگئی کیونکہ اندر باہر کے دھکے سے پیٹ
کے اندر بچہ فوت ہو گیا پندرہ منٹ کے بعد
وہ بیچاری بھی راہی عدم ہو گئی۔ اور گاڑی
میں جتنے مسافر تھے سب کو ہمہ تن بی بی ٹکٹ
ریلوے خانم نے عنایت کر دیا۔ اور اسٹیشن ماسٹر
صاحب نے بڑی پھرتی سے کنبڈوہ کو تار دیا
کہ گاڑی رک گئی آدمیوں کا نقصان نہیں ہوا۔
صرف ایک حاملہ عورت کے مرجانے کا اندیشہ
ہے۔ مگر مولانا پنچ مجھے سخت حیرت ہے کہ اسٹیشن
ماسٹر نے مالگاڑی کے ہٹانیکا بندوبست کیوں
نہیں کیا۔ یا اوسوقت انجن والوں نے سیٹی
کیوں نہیں دی۔ اس بدنظمی سے صاف ظاہر
ہے کہ سنئے وقت سے نئے سال کی ابتدا ہی کا

سبب ہے یقیناً ان سب خرابیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سال کچھ منحوسیت سے بھرا ہوا ہے۔ اجی خداوند کریم اپنا فضل کرے اور ہمارے شاہنشاہ عالیجاہ کو سلامت رکھے یہ بُرے دن بھی ہم کو پہلے معلوم ہوتے ہیں۔ اور کٹ جاوینگے نہ پچھلے بُرے رہے ہیں اور نہ یہ بُرے رہینگے دن۔

کون سنتا ہے کہانی میری
اور پھر وہ بھی زبانی میری

قیامت نگار الہ آبادی تکہنؤ

پندرہ روپیہ کا مال ایک روپیہ مین

علم دوست حضرات ہرگز یہ موقع ہاتھ سے نہ دیں۔ تزکرہ خود سوانح عمری امیر عبدالرحمن خان مرحوم جس کی ہندوستان کو عام طور پر ضرورت ہے چھپکر تیار ہوگئی۔ صرف یہ سوانحعمری تہکر ایڈ کو پندرہ مین ملتا ہے اور ابتک اوسکا باقاعدہ ترجمہ نہین ہوا ہے راقم نے علاوہ اس ترجمہ کے گورنمنٹ ہند کی مراسلات و یورپین صاحبان کا خط و کتابت و دیگر سیاحون کے چشم دید واقعات ابتدا کی حالت امیر مرحوم سے تازہ زمانہ وفات تک یعنی امیر حبیب اللہ خان صاحب لکھکر یادگار آمیر نام رکھدیا۔ یہ لاجواب کتاب ہر تعلیمیافتہ شخص کو دیکھنا چاہیے جو علاوہ سوانحعمری تاریخ افغانستان کے بطور شایستگی و تربیت کے ایک ایسے ہی بزرگ سوانحعمری پولٹیکل اور ریوشنیل معاملات پر ہے۔ قیمت صرف ایک محصول ڈاک علیحدہ

المشتہر

[illegible]

خضاب لاجواب دلپسند خاص و عام

ایشیا لیفین صاحبان۔ کیا ہی ایک نادر تحفہ آپکے پیش نظر کرنے میں آیا ہے جو کئی سال کے تجربہ اور کوشش بلیغ سے مرکب کیا گیا ہے اس کے آیا نہ کے استعمال سے اب صاحبان ترکیب کنندگان کی داد دینے میں ہرگز توقف نفرمائینگے۔ وہ تحفہ کیا ہے خضاب لاجواب (۲) مانند روغن کے بالون پر لگا دیجئے۔ پانچ منٹ مین بال قدرتی سیاہی پر دیکھ لیجئے۔ طرفہ یہ کہ پندرہ یوم تک پھر آئینہ دیکھنے کی حاجت نہین رہتی۔ بال نرم اور چمکدار رہتے ہین۔ اسکی قیمت بالکل قلیل رکھی گئی ہے جس سے ہر شخص فائدہ اٹھا سکے۔ قیمت فی بکس ... خریدار کو ایک ... دعا ... محصول ذمہ خریدار۔ پانچ بکس کے خریدار کو ایک بکس مفت دیا جائیگا۔ ہر درخواست کے تعمیل بذریعہ ویلیو پے ایبل ہوگی۔ ہمارے پاس صدہا اسناد بحقیقت اس خضاب لاجواب کے موجود ہین لیکن بوجہ عدم گنجائش چند صاحبون کے صرف نام نامی ذیل میں درج کرتے ہین آپ اپنے اطمینان کے لئے صاحبان ذیل سے تصدیق کر سکتے ہین۔

(۱) آغا حسن علی صاحب۔ بالیگنج۔ کلکتہ

(۲) احمد شاہ صاحب

(۳) بابو امیر علی صاحب پرانا قلعہ راولپنڈی

(۴) محمد حسین صاحب کورٹ ماسٹر رسالہ جیکب ا۔

(۵) حکیم امام علی صاحب کرایا بازار کلکتہ

المشتہر حضرت مولانا عاشق یزدانی سید نرشاہ ہمدانی۔ نگری محلہ پوسٹ آفس ناگپور بمبئی

خضاب مذکورہ بالا مندرجہ ذیل پتہ سے مل سکتا ہے [illegible]

اسلامی دنیا

دولت مراقش کے مسلمان سب کے سب مالکی مذہب ہین جس قدر امام مالک علیہ الرحمہ کے مقلد اس ملک مین مل سکتے ہین اور کہین نہ ہونگے۔

دولت علیہ نے بنظر خیر خواہی رعیت ارض روم کے اعلان کیا ہے کہ سنہ ۱۳۰۰ء سے جن لوگون کے ذمہ ٹیکس کا مطالبہ باقی ہے وہ نصف ادا کرین اور نصف اون کو معاف کیا جاوے۔

دولت علیہ اور جرمنی مین تجارتی عہد نامہ لکہا گیا صرف وکلا دولتین کے دستخط ہونے باقی ہین۔

سلطان عبدالعزیز والی مراقش سے سلطنت فرانس نے وہران سے فاس تک ریلوے جاری کرنے کا اجازہ طلب کیا ہے۔

سلانیک کے مسلمانون نے وہان کے جامع مسجد کے لئے ۷ ہزار ۵ سو ۵۰ پونڈ چندہ جمع کیا ہے۔

ہلا و بوستان علاقہ یمن مین کثرت سے بارش ہوئی۔ اور خلاف موسم برفباری ہو رہی ہے۔ جبل بنی شعیب اور شبیہ مین ڈاک کا راستہ بند ہوگیا۔

ولایت آیدین مین جنگلات منشا کی سرحد پر قلعی تانبے اور زنک کی ۳ کانین برآمد ہوئی ہین۔

شہر قسطمونی کے اردگرد ابتک اتنی برف پڑی ہوئی ہے کہ شہر مین آمد و رفت موقوف ہے سنگ ... گز برف ہے۔ راستہ کا نشان ہی نہین کہ کہان ہے۔

آستانہ علیہ کی یونیورسٹی کے مختلف صیغون کے لئے ۲ ہزار لائق مسلم اور معلم ملازم ہونگے۔

جاسوسوں کی رپورٹین

دہلی کی نسبت طاعون ہونے کی افواہ پھیل رہی ہے۔

آگرہ کے جنٹ مجسٹریٹ صاحب کی نسبت بھی یہ افواہ اڑ رہی ہے کہ دوران تحقیقات میں ایک اہلکار جنگی پر خوب بید کے ہاتھ صاف کئے۔

آگرہ میں افواہ ہے کہ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ایک معزز اہلکار پولیس پر خوب ہاتھ صاف کیا۔

مہاراجہ صاحب سیوان کے اصطبل میں سخت آگ لگی ۲۰ گھوڑے جل گئے۔ تقریباً ۵۰ ہزار کا نقصان ہوا۔

ہند سے اور ۵۰۳ گرم کوٹ اس مہینے میں جنوبی افریقہ کی فوج کے لئے بھیجے گئے۔ گذشتہ ماہ میں ۱۳۰۰ بھیجے گئے تھے۔

بارسٹ کی عدالت میں پریشری نام ملازم نے حاکم پر جوتہ پھینک مارا۔ ۳ ماہ قید سخت کی سزا ہو گئی۔

دیہات کلکتہ میں ایک چوکیدار جعلی ہیڈ کانسٹیبل بنکر لوگوں کو دھمکا کے روپے اینٹھتا تھا اوس کو ایک سال قید سخت اور ۲۰ روپیہ جرمانہ کی سزا ملی۔

آگرہ میں دو متمول بلیڈروں کو بجرم زیر دفعہ ۱۴۰ تعزیرات ہند ۱۵-۱۵ ماہ قید سخت کی سزا دی۔

ہندی سپاہ جو جلسہ تاجپوشی لندن میں شریک ہوگی اوس کو ۲-۳ ماہ کی پیشگی تنخواہ دیدیجائے گی۔ کرایہ کے علاوہ کھانا کپڑا بھی سرکار سے ملیگا۔ دیسی افسر کو ساڑھے سات روپیہ روزانہ اور سپاہی کو ڈیڑھ روپیہ روزانہ ملیگا۔

آسا سنگھ ڈپٹی انسپکٹر ڈاکو در ضلع جالندھر کو بجرم خلاف وضع فطری ۱۰ سال قید معہ جرمانہ ہوئی۔

کلکتہ ۲۷ مارچ سے برقی ٹرمبوے جاری ہوگئی ہے۔ اور لوگوں نے اوپر سواری بھی شروع کر دی۔

شملہ میں موسم عمدہ ہے۔ پنجاب کی بابت وبائی نہیں ہے۔ ایام رونق قریب ختم ہیں۔

بمبئی ضلع ڈگلو کا ایڈیشنل مجسٹریٹ بالزام رشوت ماخوذ ہے ۳۰ سالہ ملازم تھا تنخواہ ۵۰۰ تھی

سرحد ہندوستان کے محاصرہ پر کل ۱۲ لاکھ روپیہ کی رقم خرچ میں آئی۔

کلکتہ میں پرنسپل دفاتر کا ٹھیکہ تیراہ کا بہر نیلام ہوگا۔

کانپور میں بھی پرنسپل دفاتر جدید تعمیر کرینگے۔

بمبئی میں لوہے کن نام سرکاری جہاز ۱۸۰۰ بوئر قیدی لایا اور وہ افسونی تال کے نواح میں رکھیں گے۔ ان سب قیدیوں نے پیرول پر دستخط کر دئے۔ انہیں ۳ سپیشل ٹرینوں میں لے گئے۔

قلعہ سیالم میں قلعگیر توپخانہ کا گرلنڈا نسمی ایسٹ توپ گاڑی کے نیچے کچلکر فوراً ہلاک ہو گیا۔

دربار دہلی کے اخراجات اندازاً ۳۵ لاکھ روپیہ کے بل باقی ملنے ہیں۔

سردار محمد اسمٰعیل خان سفیر امیر کابل ۲۰ اپریل کو کلکتہ سے (براہ دہلی) روانہ شملہ ہونگے۔

جناب نواب لفٹنٹ گورنر بنگالہ نے مع
بعد ازاں صاحب جنابہ بیگم صاحبہ قندہار سے ملاقات کی۔

کلکتہ میں ویٹرنری کالج کا جلسہ تقسیم انعامات ۱۳ مارچ بصدارت لفٹنٹ گورنر ہوگا۔

کلکتہ میں ایک پولیسمین کو ۲ برس قید سخت ہو کہ دکاندار سے مفت پان مانگا اور نہ پانے پر ڈنڈا لگایا تھا

ہندوستان کے دیسی عیسائیوں کی طرف سے بھی ایک مطلا زرنگار ایڈریس شاہ انگلستان کو پیش کرینگے۔

میسور کے عہدہ دیوانی پر مسٹر کرشن مورتی صاحب کا تقرر عارضی سے مستقل کیا گیا۔

ہردوار کا میلہ ترچندی ۱۰ مارچ سے ۱۴ اپریل تک ہے۔ آوردہ زائرون کے آنے کی بندش کی گئی ہے۔

افواج مدراس کی چار پلٹنیں موقوف کرکے ان کی جگہ بہتر اقوام کے جوان بھرتی کرنا منظور کیا گیا ہے۔

ترچناپلی کے کیمپ سے ایک جماعت بوئر قیدیوں کی امرتسر کو روانہ ہوئی۔ قلعہ گوبند گڈھ میں رکھی جائیگی۔

وسط ہند کی ریاست برونداہ نے آبشار جھگاڈون سے برقی طاقت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

کلکتہ میں ایک پجاری کالی کرشن نرمجی کو ایک ہزار روپیہ کے خیانت کے لئے ایک سال قید سخت ہوئی۔

گورکھپور میں بھی طاعون ترقی پر ہے

ایک لمٹ آبادی فرار ہوگئی [illegible] برکش ہند سے پرتگالی علاقہ گوا میں [illegible] بھاگا اور اس میں جو ملازم گرفتار ہوئے منجملہ ۳ کے [illegible] مجرم ٹھہرکر ۲ سے ۱۰ سال تک کی قید ہوئی۔

وزیرستان کی فوجین اپنی اپنی چھاؤنیون کو لوٹ رہی ہین۔ خدمت کا تمغہ ملنا چاہیے۔

وزیری فرقہ محسود نے جو پرغمال جو سرکار کے دو سو ہین۔ نیک چلنی کی کفالت پر

امیر کابل تندرست ہین۔ تبدیل آب و ہوا کے لئے بالا باغ گئے۔ دربار کی تیاریان گرم ہین۔ دربار لے رود کے لیے ہزارہ وغزنی ترکستان سے فوجین آرہی ہین۔ کلاہدا لمنے ہان الگ دربار کریگا۔

ہندوستان بین برشتہ ریلوے کے کی آمدنی سال گذشتہ کے تخمینہ سے ۲۷ لاکھ زیادہ تھی۔

قصد بار دہلی کے انتظام نمائش کے لئے مسٹر ایل براؤن پرنسپل آرٹ سکول لاہور کے خدمات لی گئین۔

بندرس مین ریلوے اسٹیشن سے بازار منڈی تک ایک ہلکی ریلوے بنائی جائیگی۔

مراد آباد مین میونسپل چوکیدار کا انتظام خارج ہوا۔ پولیس شاہی کانسٹی پولیس مقرر کیا گیا ہے۔

ورش چترال گلگت کی سڑک بسرعت تیار ہو رہی ہے۔ امن امان۔ صحت و تندرستی ہے۔

سر تخیتور مہاراجہ صاحب گوالیار نے اپنے ہان ایک کلاریکل مدرسہ قایم کرنا چاہا۔

گورنمنٹ مدراس نے بیلاری و تناولی مین دو زراعتی فارم بطور تجربہ قایم کرنے ٹھہرائے۔

ہندوستان اور ہندو سو پر سوبزیدن کے مریمان بھی پنجابات تار کی شرح مین تخفیف کی گئی ہے۔

بندرگاہ کلکتہ کے محاصل سے پچھلے سال کل آمدنی پونے ۵۳ لاکھ ہوئی۔ تخمینہ سے پونے سات لاکھ زیادہ تھا۔

ہندی بجٹ شایع ہوا۔ اگلے سال گورنمنٹ انڈیا ۳ کروڑ روپیہ قرض لیگی۔ سوا کروڑ روپیہ کا ہند مین اور ڈیڑھ کروڑ کا لندن مین لیویگے کل رقوم آمدنی ترقی پر ہین۔ گورنمنٹ انڈیا نے قطعی قرار دیا کہ قریب دو کروڑ روپیہ کا بقایا مالی اراضی معاف کیا جاویگا۔ اصل رقم ایک کروڑ ۸۰ لاکھ ۳۴ ہزار ہے۔ یہ جلسہ تاجپوشی کی مبارک مرحمت ہے۔ حضور وزیر ہند آیندہ سال سرکاری پرو نوٹ پچیس کروڑ روپیہ بذریعہ ہنڈویات بیچین گے۔

امیر کابل کے لئے جرمن کارخانہ سے سو مین آگئین ہین ان کے لینے کو دو معتبر کابل سے پہنچے گئے ہین۔

پانڈیچیری مین فرنچ گورنر سازش سنگین مین موقوف ہو گیا۔ سلطنت نے اسے فورًا واپس بلایا ہے۔

امرتسر مین قمار بازی کی شکایت سے پولیس نے چھاپہ مار کر ۳۲ جواری گرفتار کئے۔

بنگلور مین کبوتر ۲۰ کی دوڑ پر ۳ حلقے تقسیم ہوئے۔ تیز ترین رفتار فی منٹ ۱۶۰۷ گز تھی۔ فاصلہ ۵۰۵ میل تھا۔

گوجرانوالہ سینٹر کا ایم بی اسکول بوجہ خوف طاعون کے ایک ماہ کے لئے بند کر دینا پڑا۔

جہلم کے موضع پسندہ مین ۳ گوکو نے خونخوار سینہ زوری کی ۱۰-۱۲ آدمی مجروح کئے گئے۔ پتہ ندارد ہے۔

جنرل پوسٹ آفس رنگون مین گذشتہ اتوار کو آگ لگ گئی خراست تھی ۲۰۰ کے خالی میل بیگ جل گئے۔

انجمن اسلامیہ لاہور نے قرار دیا کہ بحضور سر چارلس ریواز ایک ایڈریس خیر مقدم پیش کیا جائے۔

میونسپلٹی شملہ مین تنخواہ دار پریذیڈنٹ کا طریق موقوف تھا صاحب ضلع بہادر ہی پریذیڈنٹ ہو سکینگے۔

ملٹری جیلخانون کی وارڈرون کی شرح تنخواہ مقرر کی گئی کہ ابتدا مین پندرہ روپیہ ہوگی اور ایک سال کے بعد ۲۰ روپیہ کی جاویگی۔ سرحدی ملٹری پولیس مین دیسی افسرون جو کہ صوبیدار میجر اصوبیدار جمعدار کا منصب رکھتے ہین۔ وہ ایکٹ اسلحہ کی بندشون سے امید ہے کہ بہت کچھ آزاد کئے جاوینگے۔

طاعونی شکار

تاریخ	مبتلائے طاعون	اموات غیر	اموات کل
۲۳ مارچ	۱۲۷	۱۰۰	۲۲۷
۲۴ "	۷۰	۱۰۶	۲۳۲
۲۵ "	۹۵	۱۲۵	۲۵۴
۲۶ "	۱۶۴	۱۲۲	۲۸۳
۲۷ "	۱۵۱	۱۱۲	۲۶۳
۲۸ "	۱۰۰	۱۳۳	۱۶۲
۲۹ "	۱۲۷	۱۲۵	۲۶۶

مطبع محمدی واقع بھنڈی بازار مین حکیم محمد عبد الحمید فرخ دہلوی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا